باب-42

ترکہ اور وراثت

☆ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا -

ترجمہ: مَردوں کو اُس مال سے حصہ ملے گا جس کو ماں باپ اور قرابت دار چھوڑ کر مریں اور عورتوں کو بھی اُس مال سے حصہ ملے گا جس کو ماں باپ اور قرابت داروں نے چھوڑا ہے خواہ ترکہ کم ہو یا زیادہ۔ یہ (اللہ کی طرف سے) فرض کیا ہوا حصہ ہے۔(سورۃ النسآء : آیت7)

☆ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا -

ترجمہ: بے شک جو لوگ ظلم سے ناحق (ناروا) یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ ہی کھاتے ہیں۔ اور قریب میں وہ جہنم میں پڑیں گے (خوب جلیں گے)۔(سورۃ النسآء : آیت10)

اسلام سے پہلے ترکہ (property of a deceased person) میں عورتوں کا اور بچوں کا کوئی حصہ نہ تھا۔ یہ بات صرف عربوں سے ہی مخصوص نہ تھی بلکہ اکثر حکومتوں میں اس کا رواج تھا۔ اسلام نے عورتوں کو حصہ دلایا۔ اور تمام قرابت داروں کے لیے بھی ان کے حسبِ حیثیت حصہ مقرر کیا۔

- جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے مال کی تقسیم سے قبل مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں:

(1) مرحوم کے مال وجائیداد کی تفصیل حاصل کی جائیں۔

(2) اگر اس کی کوئی جائیداد یا مال، مکفول یعنی mortgage پائی جائے تو سب سے پہلے اس کا وہ قرض ادا کرنا چاہیے تاکہ مرحوم کا گروی شدہ مال واپس مل سکے۔

(3) اس کا کفن دفن کیا جائے۔ یہ تو سب پر واضح ہے ہی کہ قرضہ کی وجہ سے مردہ بے گور و کفن نہیں چھوڑا جاسکتا۔ تجہیز و تکفین میں خاندان کی اوسط حالت کا لحاظ رکھا جائے گا۔ نہ اسراف درست ہے نہ تنگ دلی۔

(4) اس کے بعد، جن جن کے قرضے ہوں انہیں ادا کیا جائے۔

(5) پھر اس سے جو بچے، وہ ورثہ میں تقسیم کیا جائے۔

- ورثہ (legal heirs) کی تفصیلات درجہ ذیل ہیں:

(1) اصحابِ فروض (میراث) : ان کا حصہ، تو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے۔

(2) عصبات (قبیلہ): ان کا حصہ مقرر نہیں ہے۔ اصحابِ فروض سے جو کچھ بچے گا وہ لیں گے۔ عصبات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (الف) نسبی: جیسے بیٹے، باپ۔ (ب) سببی: یعنی آزاد کرنے والا۔ اگر کوئی قرابت دار نہ ہو تو آزاد کرنے والا بھی عصبہ ہوتا ہے۔ عصبہ نہ ہو تو عصبہ کا عصبہ وارث ہو گا۔

(3) رَد: عصبہ کے نہ ہونے کی صورت میں ترکہ، نسبی ذوی الفروض میں تقسیم کیا جائے گا۔

(4) ذوی الارحام: یعنی وہ قرابت دار جو نہ تو ذوی الفروض ہیں نہ عصبہ۔ جیسے، نواسہ، بھانجہ، ماموں اور خالہ وغیرہ۔

(5) مولیٰ الموالات: یعنی جن میں بھائی چارہ کیا گیا ہو۔

(6) مقرلہٗ: یعنی جس کا نسب، حدِّ ثبوت کو نہ پہنچا ہو۔

(7) وصیت: ثلث مال سے زیادہ کی جس کو وصیت کی گئی ہو۔

(8) بیت المال : یعنی اسلامی فنڈ۔ خیال رہے کہ مسلمان کا چھوڑا ہوا مال کسی طرح غیر مسلم کو نہ پہنچے گا۔ دیکھو !اسلام میں تبنیت (جس میں غیر مسلموں کو وارث بنایا جاتا ہے) نہیں ہے۔ ہندوستان میں اسلامی جاگیریں اور زمینات داخلِ سرکار ہو کر غیر مسلموں کو دے دی جاتی ہیں۔ یہ کسی طور درست نہیں۔

- سورۃ النسآء کی آیت 11 میں قرآن نے اصحابِ فروض کے لیے ترکہ کی جو تقسیم مقرر کی ہے وہ درجہ ذیل ہے:

(1) وارث اگر بیٹا بیٹی ہوں : تو بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا۔ یہ اس لیے کہ عورت کا کفالت کرنے والا اس کا خاوند بھی موجود ہوتا ہے جب کہ مرد تو خود دوسروں کو کما کر کھلاتا ہے۔

(2) وارث اگر صرف بیٹیاں (دو یا دو سے زیادہ) ہوں: تو ان کو ترکہ کا دو تہائی یعنی 2/3 حصہ ملے گا۔

(3) وارث اگر صرف ایک لڑکی ہو: تو اس کو ترکہ کا نصف یعنی 1/2 حصہ ملے گا۔

(4) وارث اگر ماں باپ ہوں: تو ہر ایک کو ترکہ کا سدس یعنی 1/6 حصہ ملے گا۔ (جب کہ مورث کو بیٹا بھی ہو)

Sidduqui Publications

(5) وارث اگر ماں باپ ہوں لیکن اولاد موجود نہ ہو : تو ماں کو تہائی یعنی 3/1 حصہ اور باپ کو دو تہائی یعنی 3/2 حصہ ملے گا۔

(6) وارث اگر زوج (شوہر) اور ماں باپ ہوں: تو شوہر کو ترکہ کا نصف یعنی 2/1 حصہ ملے گا۔ ماں کو چھٹا حصہ اور باپ کو تیسرا حصہ ملے گا۔

(7) وارث اگر زوجہ (بیوی) اور ماں باپ ہوں: تو بیوی کو ترکہ کا چوتھائی یعنی 4/1 ملے گا۔ جب کہ ماں اور باپ دونوں کو تیسرا حصہ ملے گا۔ اور باقی کا 12/1، عصبہ کو دیں گے۔ اس طرح باپ کو مجموعی طور پر 12/5 حصہ ملے گا۔ وارث اگر کئی بھائی ہوں تو ماں کو سدس یعنی 6/1 حصہ ملے گا۔

(8) بیٹی کے رہتے، نواسے یا پوتی وغیرہ کو کسی نیک کام کے لیے مرحوم کو وصیت کرنے کا حق ہے۔ لیکن یہ وصیت ثلث یعنی 3/1 سے زیادہ نہ ہو گی۔ ہاں اگر وارثین اجازت دیں تو ایک تہائی سے زیادہ کے لیے بھی وصیت کی جاسکتی ہے۔

- سورۃ النساء کی آیت 12 اور آیت 176 میں قرآن نے شوہر اور بیوی کے ترکہ کی، خصوصاً کلالہ (جس مرحوم کے ماں باپ زندہ ہوں اور نہ کوئی اولاد ہو) کی جو تقسیم مقرر کی ہے وہ درجہ ذیل ہے:

(1) بیوی کا ترکہ: کوئی اولاد نہ ہو تو شوہر کو آدھا 2/1 حصہ ملے گا۔ اور اگر اولاد موجود ہو تو پھر شوہر کے لیے چوتھائی 4/1 حصہ ملے گا۔

(2) شوہر کا ترکہ: (الف) کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھائی یعنی 4/1 حصہ ملے گا۔ اور اگر اولاد موجود ہو تو بیوی کے لیے ثمن یعنی 8/1 حصہ ملے گا۔ (ب) شوہر کے ایک بھائی اور ایک بہن وارث ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو سدس یعنی 6/1 حصہ ملے گا۔ (ج) شوہر کے دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو، ایک تہائی یعنی 3/1 حصہ ملے گا۔

نوٹ: (1) اوپر بیان کیے گئے تمام حصے، مرحوم کی وصیت اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد طے کیے جائیں گے۔
(2) فرائض کے مسائل مشکل ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے کتاب دیکھنے کی، بلکہ کسی ماہر کی بھی ضرورت ہے۔

- ترکہ میں سے جو لوگ کسی طور حق دار نہیں ٹھیرتے وہ درجہ ذیل ہیں:

(1) قاتل: کوئی قاتل، مقتول کا وارث نہیں ہو گا۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اس طرح سے مال کے واسطے کوئی کسی کو قتل نہ کر سکے گا۔

(2) اختلافِ دین: کوئی غیر مسلم، کسی مسلم کا وارث نہ ہو گا۔ مقصد یہ ہے کہ بے دینی کا دروازہ بند کر دیا جائے۔

(3) اختلافِ دارین: دو جدا ملکوں کے رہنے والے، وراثت کے حقدار نہیں ہوں گے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دار الاسلام کا مال کسی غیر دار الاسلام میں نہ جائے۔ واضح رہے کہ جب دو ملکوں کی جدا جدا فوج ہو اور ان دونوں ملکوں میں علیٰحدہ علیٰحدہ قانون بھی رائج ہوں، تو وہ دو الگ ریاستیں کہلائیں گی۔

(4) غلامی: کوئی غلام وارث نہ ہو گا۔ کیونکہ غلام، صاحبِ مِلک نہیں ہوتا۔

(5) جہالتِ موت: یعنی یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پہلے کون مرا ہے۔ مثلاً ایک جہاز میں باپ اور بیٹا سفر کر رہے تھے کہ جہاز ڈوب گیا۔ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے پہلے کون مرا ہے۔ تو ایسی صورت میں آپس میں کوئی کسی کا وارث نہ ہو گا، ورنہ بے وجہ ترجیح (unwanted preference) ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ واجب ٹھیرایا ہے کہ اپنی موت سے قبل اپنے مال کے سلسلے میں وصیت ضرور کریں۔ سورۃ البقرۃ کی آیت 180 کہتی ہے "جب تم میں سے کسی کے پاس موت آجائے اور اگر وہ مال و منال چھوڑ رہا ہو تو وصیت کرنا ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے، دستور کے مطابق، تم پر واجب ٹھیرایا گیا ہے۔ یہ خدا ترسوں پر ثابت ہے"۔ دیکھو! وصیت کو قرآن میں قرض اور وراثت کے موضوعات سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ کیونکہ وارث تو اپنے مورث کے مال کو اپنا ہی مال سمجھتے ہیں۔ اور قرض دار بھی اپنا قرض وصول کر ہی لیتا ہے، چھوڑتا کب ہے۔۔۔! پھر وصیت نامہ کی اہمیت ہی کے سبب قرآن میں اس کی حفاظت کے لیے دو گواہوں کے رکھنے کا بھی حکم ہے۔ چونکہ ورثہ قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں اس لیے وصیت کی انتہائی مالی مقدار ثلث (1/3) بتلائی گئی ہے، تاکہ وارثوں کا زیادہ نقصان نہ ہو۔ البتہ وارث راضی ہوں تو زیادہ کی وصیت کی جا سکتی ہے۔ جب بالکل غیر آدمی کے حق میں وصیت کی جا سکتی ہے تو وراثت سے محروم رشتہ داروں (مثلاً پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی، بھتیجہ، بھتیجی، بھانجہ، بھانجی، نانا، خالہ اور ماموں وغیرہ) کے حق میں وصیت کرنا تو افضل ہے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی۔ پارہ 4 صفحہ 115 تا 133 پارہ 6 صفحہ 26، 25 پارہ 10 صفحہ 34
اور خصوصی کتابچہ وصیت و وراثت مولفہ حسرتؒ}

Siddiqui Publications